حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی شخصیت اورعلمی فیوض کا جائزہ

<"xml encoding="UTF-8?>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

قران،نہج البلاغہ ،صحیفہ کاملہ آئمہ علیھم السلام کی زندگی اور علمی فیوض کا مطالعہ ہمارے ایمان اور معرفت میں اضافہ کرتا ہے اور پیغام حق کے تسلسل کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس مناسبت سے ان قلمی کاوشوں کو فیضان علم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے بحمد اللہ گروہ جعفری پاکستان اور آل عبا مرکز تحقیق و کتب خانہ (آل عبا ٹرسٹ) کے زیر اہتمام حسب ذیل عنوانات پر مقالے پیش کئے گئے۔

* قران کا سائنسی مزاج اور الہامی تر تیب
* نہج البلاغہ کا تعارفی جائزہ
* صحیفہ کاملہ کا تجزیاتی مطالعہ
* حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شخصیت اور علمی فیوض
* حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی شخصیت اور عہدامامت
* آئمہ عسکرئین کا عہد امامت اور علمی فیوض
* انہدام جنت البقیع: تاریخی عوامل و اسباب
* انتظار امام مہدی علیہ السلام اور تشیع کاسفر علم و دانش
* امام سجاد علیہ السلام کی سیاسی بصیرت اور علمی فیوض
* امام باقر علیہ السلام کی شخصیت اور علمی فیوض

دوست احباب اور بالخصوص ابو طالب ترابی مرحوم کی خواہش تھی کہ ان مقالوں کو ایک کتابی شکل دیجائے تاکہ مومینین استفادہ کر سکیں۔ میری بھی تمنا ہے کہ اس سرمایہ نجات کو روزِ حشر آئمہ علیھم السلام کی خدمت میں پیش کروں۔

ان مقالوں کی تدوین میں مختلف افراد اور اداروں کا تعاون حاصل رہا ہے جن کے حوالے مقالوں میں دئے گئے ہیں۔ خصوصی طور پر خطیب آل عباسید ناصر عباس زیدی، حجتہ الاسلام ، عقیل الغرَوی اور برادرم نصیر ترابی قابل ذکر ہیں۔ میرے ایرانی دوست مرتضیٰ طلوع ہاشمی اور ڈاکٹر حیدر رضا ضابط نے اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن مشھد ایران کی مطبوعات سے نوازا۔ میرے افراد خاندان کا تعاون لائقِ شکر ہے۔قارئین سے میرے والدین کے لئے سورة فاتحہ کی درخواست ہے ۔شکریہ

ناشر: ---- سید علی حیدر --- احقر: ڈاکٹر میر محمد علی

حق پرنٹر اےنڈ پبلشرکراچی ---- سابق چیئر مین سندھ بورڈ آف ٹکنیکل ایجو کیشن،
فون نمبر: 6676034 ----- کراچی مئی 2007ء / 1428ھ

۱۔ابتدائیہ:

قرآن ہمیں لقد کان لکم فی رسول االلہ اسوۃ حسنہ کے ذریعہ خلقت کے بہترین نمونوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ کوئی مکتب فکر اس وقت تک پائیدار نہیں ہوسکتا اگر اس میں کوئی عملی نمونہ نہ ہو۔ اس روشن حقیقت کے پیش نظر ائمہ کے حیات طیبہ پر مشتمل مقالے پیش کئے گئے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں امام محمد باقر علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔
ابو جعفر امام محمد باقرؑ ساتویں معصوم اور پانچویں آفتاب امامت ہیں۔ ان کی زندگی تمام تر عقل و دانش سے تعبیر ہے اور اسی حوالے سے اپ کو باقر العلوم کہا جاتا ہے یعنی عقلی مشکلات کو شگافتہ کرنیوالے اور معرفت کی پیچیدگیوں کو آسان کرنیوالے ۔ آفتاب کی خصلت یہ ہے کہ وہ تاریکی کا پیچھا کرتا ہے اور جیسے ہی زمانہ کے افق پر جہل کے تاریک لمحات نمایاں ہوتے ہیں ان کو روشنی سے بدل دیتا ہے۔ امام محمد باقر (ع) کا سب سے بڑآ فیص ملوکیت کے ظلم و جور کے ماحول میں معرفت کے پیغام کو پھیلانا ہے۔

۲۔ مختصر احوال:

امام محمد باقر (ع) کی ولادت یکم رجب ۵۷ھ بمقام مدینہ ہوئی، سنہ پیدائش میں ۵٦تا ۵۹ ھ میں ۵۷ پر مورخین کی اکثریت کا اتفاق ہے۔ اس لحاظ سے واقعہ کربلا کے وقت آپ کا سن ٤ سال تھا۔ یہ بھی ایک مصلحت خداوندی ہے کہ یہ یک وقت تین معصومین میدان کربلا میں موجود تھے۔ شاید یہ قدرت کی طرف سے اس بات کا انتظام ہے کہ روز حشرجب اس ظلم کا انصاف ہو تو دو معصومین بطور شاہد عینی موجود ہوں۔
ماں اور باپ کی جانب سے آپ کا شجرہ پاکیزہ ہے آپ کی والدہ فاطمہ بنت امام حسن ہیں ان کا امتیاز یہ ہے کہ وہ پہلے علوی خاتون ہیں جن کے بطن سے علوی فرزند کی پیدائش ہوئی اس حوالہ سے آپ کو" ابن الخیر تین" بھی کہا جاتا ہے یعنی نیکوں کی اولاد ۔ (ذیشان حیدر جوادی۔۱)
امام باقر (ع) کی دو ازواج تھیں ایک ام فروہ دختر قاسم بن محمد ابن ابی بکر اور دوسری ام حکیم دختر ولید بن مغیرہ ، ہر چند ام فروہ نسل ابو بکر سے تھیں لیکن اپنے والد قاسم کی طرف اماموں کے حق اور معصومین کی ولایت کی قائل تھیں۔ (احمد ترابی۔۲) امام محمد باقر (ع) کے ۵ فرزند یعنی امام صادق(ع) (جن کی والدہ ام فروہ) عبدااللہ، ابراہیم، عبیدااللہ اور علی اور دو بہنیں زینب اور ام سلمہ تھیں۔
آپ کی شہادت ۷ ذی الحجہ ۱۱٤ھ میں واقع ہوئی جبکہ آپ کا سن ۵۷ سال کا تھا۔ ہشام بن عبدالملک نے زہر دیا اور امام کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی ۔
امام باقر (ع) کی زندگی کے واقعات کے سن و سال میں کچھ اتفاقی ربط اور ہم آہنگی نظر آتی ہے۔ ۵۷ ھ کی ولادت کے لحاظ سے ٦۱ھ میں واقعہ کربلا کے وقت آپ کی عمر ٤ سال تھی یعنی ابتدائی ٤ سال اپنے دادا امام حسین (ع) کے دور امامت میں گزارے۔ اس کے بعد ٦۱ھ سے ۹۵ھ تک یعنی ۳٤ سال اپنے والد امام زین العابدین

کے ساتھ گزارے اس طرح کل ۳۸ سال کا عرصہ ہے۔ ۱۱٤ھ میں شہادت کے لحاظ سے امام باقر (ع) کی امامت کا دورانیہ ۱۹ سال بنتا ہے۔ (یعنی ۹۵ تا ۱۱٤ھ) اس طرح امام کی زندگی کے اہم واقعات کا دورانیہ (یعنی ۱۹،۳۸،۵۷ سال) ۱۹ کے ہند سے کے اضعاف ہیں۔ اور پھر ۱۹ کا ہندسہ بسم اﷲ الرحمن الرحیم کے حروف کا ہم عدد بھی ہے جن کے خواص پر بے شمار بحث کی گئی ہے۔ ہر علم کی ابتدا بسم اﷲ الرحمن الرحیم سے ہوتی ہے اور امام خود باقر العلوم ہیں۔ یہ ایک حسن اتفاق ہے۔ المختصر یہ کہ امام باقر ان بارہ اماموں میں شامل ہیں جن کو خالق کائنات نے نظام اسلام کی ترویج و تحفظ کے لئے منتخب کر کے ان کے حوالے امت کی ہدایت کا کام کیا ہے۔

۳۔ تاریخ کا سفر

امام باقر علیہ السلام کی شخصیت اور فیوض کے جائزہ کے لئے ہم تھوڑی دیر کے لئے تاریخ کے اوراق کے ہمسفر بن جاتے ہیں۔ یہ نظر آتا ہے کہ دعوت ذوالعشیرہ کے نتیجہ میں اس وقت کا عرب معاشرہ دو طبقوں میں بٹ گیا ، ایک رسول کا ہمنوا اور دوسرا مخالف ، دیکھتے دیکھتے آنحضرت کی رسالت کے ۲۳ سال گزر گئے۔ ذی الحجہ ۱۱ھ یعنی اپنی وفات سے ۲ ماہ قبل حضرت نے "حکم بلغ" کی تعمیل میں حضرت علیؑ کی جانشینی کا اعلان کردیا۔ یوں تو اس اعلان پر بہت مبارک سلامت ہوئی لیکن دلوں کے راز ثقیفہ میں کھل کر سامنے آگئے اور جو فیصلے ہوئے وہ سب جانتے ہیں اور پھر چشم روز گار نے دیکھا کہ ۲۵ سال کے عرصے میں خلیفہ وقت کو مدینہ میں اپنے ہی مکان میں محصور اور متقول بن گئے اور اہلبیت کے مخالفین کی ہمتیں اتنی بڑھ گئی کہ خلیفہ راشدہ چہارم کو مسجد کوفہ میں عینی حالت نماز میں شہید کردیا گیا۔ اس ۲۵ سال کے عرصہ میں ظلم و استبداد کے ایسے مناظر نظرآتے ہیں کہ اﷲاکبر کے نعرے لگاتے ہوئے ہنستی بستی آبادیوں کو خدا اور رسول کے نام پر ویران کرتے چلے گئے۔ اسلامی مملکت کے وسعتوں میں اضافہ نے غرض مندوں کی فوج در فوج کو اسلام کی طرف مائل کیا۔ اس تمام عرصہ میں واقعات کے دھاروں نے متذکرہ بالا دونوں گروہوں کو اپنے خود ساختہ اصول اور مقاصد میں پختگی پر مجبور کیا۔ بالخصوص سیرت شیخین کی اتباع ہیرو پرستی کے طور پر ابھر کر اسلام کے بیمار جسم میں سرایت کر گئی ، زمانہ کے رجحان کا انداز ہ اس حقیقت سے لگاسکتے ہیں کہ امیر المومنین کی شہادت کے صرف ۲۰ سال بعد جب سانحہ کربلا واقعہ ہوا تو یزید کے لشکر کی تعداد ۳۰ ہزار سے ایک لاکھ تک بتائی جاتی ہے جبکہ فرزند رسول کے ساتھ صرف ۷۲ جاں نثار تھے ۔ اس دوران اسلام کی شکل اس طرح بگاڑ دی گئی کہ دربار شام میں سینکڑوں سر برآوردہ ہستیوں کی موجودگی میں یزید کو یہ کہنے کی جرات ہوئی کہ (نعوذ باﷲ) محمد نے ایک کھیل کھیلا تھا نہ کوئی وحی نہ خبر آئی تھی۔ شیعوں کے لئے معاویہ اور یزید کا ٢٤ سالہ دور بہت مشکل زمانہ تھا امام سجاد (ع) اور امام باقر (ع) مسلسل محاصرہ میں رہے۔ (محمد حسین طباطبائی۔۳)

متذکرہ ماحول کے باوجود شیعہ ائمہ نے رشد و ہدایت کے کارنامے انجام دیئے ہیں جو غیبت کبریٰ کے طویل زمانہ میں ہماری رہبری کے لئے روشنی کے مینار ہیں، امام باقر (ع) کی ایسی ہی چند خصوصیات اس مقالہ کی زینت ہیں۔ ان گزارشات کو ہم دلیل امامت سے شروع کرتے ہیں۔

٤۔ دلیل امامت :

شیعہ عقیدہ کے بموجب امامت کوئی انتخابی عہدہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک دہابی وصف ہے جس کا تعین خود االلہ تعالیٰ کرتا ہے اور ایک امام اپنے بعد آنے والے شخصیت کی نشاندہی کرتا ہے اس عمل کو نص کہتے ہیں یعنی منشائے الہیٰ کا اظہار ، امام علی ابن الحسین مناسب اوقات پر اپنے فرزند محمد کی امامت کے متعلق بیان فرماتے تھے۔ (اصول کافی۔٤)
امام باقر کی دلیل امامت میں امام کے نام آنحضرت(ص) کے سلام کا ذکر کیا جاتا ہے جو آپ نے جابر ابن عبداالله انصاری کے ذریعہ امام باقر (ع) کو پہونچایا۔ اس سلام کی اہمیت یہ ہے کہ جس رسول کو سلام کرنا ساری انسانیت اپنے لئے اعزاز سمجھتی ہو وہ ذات مقدس امام باقر (ع) کو سلام پہونچاتی ہے۔ جابر ابن عبداالله انصاری کا شمار معزز اصحاب رسول میں ہوتا ہے ۔ آبان بن تغلب جو کہ امام جعفر صادق(ع) کے صحابی تھے روایت کرتے ہیں کہ جابر مسجد میں اکثر صدا دیتے تھے۔ "اے باقر العلم ، اے باقر العلم " لوگوں کے پوچھنے پر جابر جواب دیتے تھے کہ رسول خدا نے مجھ سے کہا ہے کہ تم اپنی عمر کے آخری حصہ میں میرے ایک فرزند سے ملاقات کر دگے جو میر اہم نام ہوگا اور علوم حقائق کو شگافتہ کریگا۔ (اصول کافی)
محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ وہ جابرکے ہمراہ بیٹھے تھے تو امام سجاد اپنے کمسن بیٹے محمد کے ساتھ آئے اور امام نے اپنے فرزند سے کہا کہ اپنے چچا کے سر کا بوسہ لو، اس قت جابر بینائی سے محروم ہو چکے تھے۔ جابر کے پوچھنے پر امام نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا محمد ہے۔ جابر نے امام باقر کو اپنے آغوش میں لیا اور کہا کہ " اے محمد رسول خدا نے تجھ کو سلام بھیجا ہے۔" محمد باقر نے و علیکم السلام کہ کر جواب دیا ۔ (اسی قسم سے ملتی جلتی روایت احمد حجر مکی کی مشہو رکتاب صوائق محرقہ میں بھی ملتی ہیں۔)
ان روایات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت ان آنے والے حالات سے آگاہ تھے کہ عہد امامت سید سجاد تک پہونچنے تک امت کا مزاج اس قدر بگڑ جائیگا کہ امام مفنترض الطاعت کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا امام بنالیں گے۔

٥۔ امامت کے جواز کی کشمکش:

واقعہ کربلا نے دنیائے شیعیت میں اہلبیت کے دوستوں کے مذہبی اور اخلاقی جذبات کو جھنجوڑ دیا اور ایک احساس ندامت کے نتیجہ میں مختلف تحریکیں معرض وجود میں آ گئیں۔ ان میں ایک گروہ توبین کا بھی ہے۔ اس ضمن میں عہدہ امامت کی ور اثت کے جواز (legitimacy) کا مسئلہ بھی اٹھایا گیا۔ دور امیر المومنین سے لیکر شہادت امام حسین تک عملد رآمد سے اس نظریہ امامت کی توثیق ہوتی ہے کہ سلسلہ امامت اولاد علی میں رہے گا لیکن اس خصوصیت کے ساتھ کہ یہ اولاد حضرت زہراً یا نسل حسین (ع) سے ہو ۔ حدیث آنحضرت :" اے حسین تمہاری نسل میں االله نے ۹ امام چنے ہیں ان میں نویں حضرت قائم ہیں یہ سب کے سب فضل و منزلت میں خدا کے نزدیک مساوی و برابر ہیں۔"
توابین نے بہ حیثیت ایک گروہ انتقام خون حسینی کے لئے مختار کا ساتھ دینے سے محض اس بناء پر انکار کردیا کہ حضرت مختار چند سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر امام حسین (ع) کے بعد محمد ابن حنفیہ کو اپنا سر دار مانتے تھے۔ مورخین حضرت مختار کے اس عمل کو شبہ کا فائدہ دیتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام زین

العابدین نے اپنے آپ کو امور سلطنت سے دور رکھا تھا لیکن تاریخ گواہ ہے کہ جب ادعائے امامت ضروری سمجھا گیا تو امام سجاد نے حجر اسود سے اس کی گواہی لی جس کو محمد ابن حنفیہ نے کھلے دل سے قبول کرلیا امام کے اس اقدام نے مستقبل میں ہمیشہ کے لئے امامت کو علی اور فاطمہ کی اولاد میں مرکوذ کردیا تاکہ کوئی جھوٹا مدعی کامیاب نہ ہوسکے۔ (حسین محمد جعفری ۔۵)

٦۔امام باقر کی سیاسی شخصیت

واقعہ کربلا کے بعد ائمہ اہلبیت کی ذمہ داریوں کا ایک نیا باب کھلتا ہے ان کی اولین ذمہ داری ان نظریات کا تحفظ اور اشاعت جن کے لئے کربلا میں قربای دیگئی تھی۔ لیکن ائمہ معصومین اپنے آپ کو سیاسی ماحول سے لا تعلق بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔ اصلاح اخلاق، عقائد، خاندانی اور اجتماعی تعلقات اور تنازعات اور اقتصادیات ایسے امور ہیں کہ ان کو ملوکیت کے استبداد اور جہل کے سایہ سے محفوظ رکھنا بھی ضروری تھا۔ وقت ضروری جب ان امور میں امام سے مدد یامشورہ طلب کیا گیا تو امت کے اجتماعی مفاد کے پیش نظر امام وقت نے حکومت کی مدد کی۔
امام باقر کی سیاسی بصیرت سے متعلق ایک اہم واقعہ اسلامی سکہ کی تیاری اور رواج کا ہے۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ عبدالملک بن مروان کے حکومت کے دور میں مسلم ممالک کا اپنا کوئی سکہ نہیں تھا بلکہ رومی سکہ کا رواج تھا ۔ حکومتی استعمال کے لئے کاغذ مصر میں تیار ہوتا تھا جہاں نصرانی حکمراں تھے کاغذوں پر واٹر مارک کا ٹھپہ عام رواج تھا۔ نصرانی بادشاہوں نے واٹر مارک کے طور پر رب، ابن 'روح القدس ، کا نشان بنایا جو باپ، بیٹا اور روح القدس کے عقیدہ تثلیث کا پر چار کرتا تھا۔ جب اس امر کی اطلاع عبدالملک کو ملی تو اس نے گو رنر مصر کو لکھا کہ رومی ٹریڈ مارک کی جگہ اسلامی کلمہ "اشھداً لا الہ الا ھوا" لکھو۔ یہ فیصلہ قیصر روم کے لئے نا گوار تھا اس نے عبدالملک کو دھمکی دی کہ اگر رومی ٹریڈ مارک دوبارہ رائج نہیں کیا گیا تو تمام سکوں پر رسول اکرم (ص) کے بارے میں ناسزا لکھ کر تمام اسلامی ممالک میں بھیج دیگا۔ جو مسلمانوں کے لئے انتہائی تحقیر اور ہتک آمیز ہوگا۔ اس لئے تعجب نہیں ہونا چاہئے اگر آج خاکوں کے ذریعہ سے آنحضرت کی تحقیر کی جا رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاکے بنانا ان کا آبائی پیشہ تھا۔ ۳۰۰ سال پہلے قیصر کے اس فیصلہ پر عبدالملک بیحد پریشان ہوا تو آخر کار مشیروں کے کہنے پر حضرت باقر کی طرف رجوع ہوئے جو ابھی ظاہری امامت پر فائز نہیں ہوتے تھے۔ (اما م سجاد کی شہادت ۹۵ھ) امام نے مشورہ دیا کہ سفیر روم کو شام کے پایہ تخت میں روک لیا جائے اور نئے اسلامی سکہ ڈھال دیئے جائیں جس میں ایک طرف کلمہ توحید ہو، دوسری طرف کلمہ رسالت ہو اور سنہ ایجاد لکھ دیا جائے، یہ علم امامت کی برکت تھی آپ نے تمام سکوں کے نمونہ ، وزن اور سائز سب اپنی نگرانی میں بنوا کر رائج کردیا۔ قیصر روم بالکل لا چار ہو گیا، اس طرح امام باقر کی مدد سے اسلامی سکوں کا رواج عمل میں آیا۔ (حیواۃ الحیوان دمیری ۔٦)

۷۔ شخصیت علمی

ائمہ اطہار کی زندگی کا تجزیہ کرتے وقت اس نکتہ کو ذہن میں رکھا جائے کہ معصوم کے یہاں زندگی کے طور

طریقہ اور لوگوں کے ساتھ معاشرت اور فکری لحاظ سے کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ واحد اختلاف جو ان حضرات کے درمیان نظر آتا ہے وہ موقعیت کا اختلاف (Situational Difference) ہے اس لئے کہ ہرزمانے میں نئی اور مختلف مشکل وجود میں آتی ہے اور فکر اور سیاسی تقاضے مختلف ہوتے ہیں جبکہ مقاصد یکساں ہوتے ہیں۔صلح امام حسن اور قیام امام حسین (ع) کے مقاصد ایک ہی تھے طریقے یعنی حکمتِ عملی (Strategy) مختلف تھی۔

شیعہ ائمہ کی شخصیت کے مطالعہ کے سلسلہ میں ان کی علمی ،معنوی ار سیاسی زندگانی کا جائزہ ضروری ہے۔ ہر امام اپنے پیش رو کی طرح ہدایت و رشد ار دعوت الی االلہ اور افہام و تبلیغ دین کا منشور عام کرتا رہا۔ آنحضرت کی وفات کے بعد امیر المومنین نے مسجد کوفہ کے منبر سے بار بار کہا " سلونی قبل ان تفقدونی" (پوچھ لو مجھ سے قبل اس کے کہ تم مجھے گم کردوگے)۔ حسن بن علی علیہ السلام کو حکومت معاویہ نے مسلسل اجتماعی اور انفرادی دباؤ میں رکھا امام حسین نے یزیدی حکومت کے شریعت کے خلاف اقدامات کو قبول کرنے سے انکار کیا اور درجہ شہادت پر فائز ہوگئے ان حالات میں بعد کربلا امام زین العابدینؑ نے معارف قرانی کو دعا و زاری کے قلب میں ڈھال کر اس کا اظہار کیا، امام سجاد کی شہادت (۹۵ھ) کے بعد امام باقر کو ۱۹ سال کا عرصہ ملا (۱۱٤ھ تک) اس عرصہ میں چونکہ بنی امیہ اور بنی عباس میں مملکتی چقلش ہو رہی تھی توامام باقر (ع) کے لئے ایسے ساز گار حالات پیدا ہوگئے کہ وہ عوام الناس کو علم و دانش کا راہ پر لگاسکے، یہ امام باقر (ع) کا بہت بڑا احسان ہے کہ تعلیم و تربیت اور شریعت کے مقام کی اہمیت کا احساس دلایا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں کے رجحانات اہل بیت رسول کی طرف بڑھتے ہی گئے اور تقریباً ٤ ہزار افراد آپ کے درس سے فیضیاب ہوتے تھے۔ (ملک آفتاب حسین مجلہ ثقلین ٥/٤ ۔ اسلام آباد۔ ۱۹۹۸ئ۔۷)

امام باقر (ع) کا یہ بنیادی کام مستقبل میں امام صادق کو فقہ، تفسیر اور اخلاقی امور پر تالیف و تدوین کا موقع ملا جو آج فقہ جعفری کے لئے ایک قیمتی اثاثہ ہے۔ شعبہ تعلیم سے تعلق کے باعث ان ائمہ کے تقسیم کار کو راقم یہ سمجھتا ہے کہ امام سجاد نے صحیفہ کاملہ کے ذریعہ دعاؤں کی شکل میں ایک نصاب یا (Curriculum) بنایا ، اس کو ایک جامع شکل میں امام باقر نے اپنی تعلیمات میں شامل کیا جو بالآخر امام صادق(ع) نے ایک جامعہ یا یونیورسٹی کے کلچر سے متعارف کروایا۔

۸۔ امام باقر فقہا کی نظر میں:

اگر ہزاروں افراد بھی آفتاب کے منکر ہوں لیکن جب وہ طلوع ہو کر اپنی روشنی اور گرمی دیتا ہو تو خود اپنے بہترین وصف کو ظاہر کرتا ہے یعنی آفتاب آمد دلیل آفتاب ، جو لوگ تعصب کے پردوں میں آنکھیں بند کر لیں تو از خود آفتاب کی روشنی سے محروم رہیں گے اور جو اپنے تعقل کے آئینہ کو کھلا رکھیں تو انہیں فرق معلوم ہو جائیگا۔ انہی نا مساعد حالات میں یہ امر لائق ذکر ہے کہ ایسے محققین جو مذہب حقہ امامیہ پر سخت تنقید سے نہیں جھجکتے وہ بھی امام باقر (ع) کے آثار علمی کے قائل ہیں اور اپنا ہدیہئ عقیدت و اعتراف پیش کرتے ہیں ان میں چند قابل ذکر نام ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔

۱۔ حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللّٰہ اصفہانی ، کتاب حلیۃ الدولیا و طبقات الاوصیائ

۲۔ علامہ سبط ابن جوزی، کتاب التذکرہ

۳۔ ابن کثیر ، کتاب البدایۃ و النہایۃ

٤۔ شمس الدین محمد بن احمد ، کتاب سیر العلوم النبلائ
٥۔ احمد بن حجر مکی المهیتمی ۔ کتاب صوائق محرقه

۹۔ آراء کا خلاصه

ان فقها کی آراء کا خلاصه یه ہے که :
" ابو جعفر محمد بن علی پیکر علم و عمل و سیادت شرف و متانت اور شائستگی میں خلافت رسول االلہ کے حقدار تھے----- وہ شیعوں کے بارہ اماموں میں سے ایک تھے----- اہل دانش محمد بن علی ابن الحسین کے بارے میں کہتے ہیں که وہ علم کو شگافته کرنیوالے اور دانش کو تقسیم کرنیوالے تھے----- وہ پرچم علم و دانش کو بلند کرنیوالے، صاف قلب ، علم و عمل پاکیزہ اور نفس طاہر کے حامل تھے----- عارفوں کی زبان ان کی تعریف سے قاصر ہے (مختلف کتب)"۔
آپ کو باقر کہا جاتا ہے اس لئے که آپ نے علم کو شگافته کیا اور اس کی قیمت وجوہر کو حد تک پہونچایا ہے۔
محمد بن طلحه شافعی کہتے ہیں: محمد بن علی دانش کو شگافته کرنے والے اور تمام علوم کے جامع ہیں ۔ آپ کی حکمت آشکار اور علم آپ کے ذریعه سر بلند ہے۔ ------
مذکورہ بالا اقوال بزرگ اسلامی دانشوروں کے اظہار کے بعض حصے ہیں جو آپ کے مقام کی بلندی و عظمت کی تشریح کرتے ہیں۔
صدر اسلام کے فقیہوں میں اکثر امام باقر (ع) اور صادق(ع) کے اصحاب تھے، زرارة بن اعین، معروف المکی، ابوبصیر الاسدی۔ فضیل بن یسار، محمد بن مسلم، (حواله: مناقب شہر آشوب) محمد بن مسلم (صحیح مسلم میں) امام باقر سے ۳۰ ہزار حدیثیں اور بابر جعفی نے ۷۰ ہزار، شیخ الطائفه محمد بن حسن طوسی نے اپنی کتاب رجال میں ٤۹۲ افراد کے نام نقل کئے ہیں جنہوں نے امام سے فیض حاصل کیا تھا۔

۱۰۔ علمی فیوض باقر العلوم

امام کے علمی مبارزوں میں کفر و شرک ، ظلم وستم، جابر حاکموں کی تنبیه، بے راہ روی اور اصلاح ، اجتماعی کی کوشش، جابر حکمرانوں کی ہدایات، اجتماعی عدل، تقیه اور اس کی ضرورت شامل ہیں۔ تقیه کے متعلق امام نے فرمایا که :
"تقیه میرے اور میرے آباء کے دین کا حصه ہے اور کسی نے وقت ضرورت اس پر عمل نہیں کیا تو وہ صاحب ایمان نہیں۔ مومن کے لئے تقیه حق سے چشم پوشی نہیں بلکه حق کے حفاظت کا ایک ذریعه ہے۔ "(بحار الانوار ۸۔)
امام باقر کے دیگرعلمی فیوض میں احکام فقه کی تدوین، اجتہاد اور استنباط کے احکام کا مرتب کرنا، تقیه کی موجود گی میں شیعی اعتقاد اور سیاسی شعور کی تربیت ، فقه، کلام اور مباحث اخلاق میں شاگردوں کی تربیت شامل ہے۔
امام باقر کے القاب میں باقر سب سے زیادہ شہرت پایا۔ بقر کے معنی واشگاف کرنے کے ہیں ۔ آپ نے اسرار و رموز

اور علوم وفنون کو اس قدر وسعت دی کہ اور ان کی اس طرح تشریح کی ہے کہ دوسرے افراد کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ شہید ثالث علامہ نور اﷲ شوستری کا کہنا ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ امام محمد باقر علوم و معارف کو اس طرح شگافتہ کریں گے جس طرح زراعت کے لئے زمین شگافتہ کی جاتی ہے۔ (مجالس المومنین ۔۹)

کسی معصوم کی علمی حیثیت پر روشنی ڈالنا بہت دشوار ہے کیونکہ معصوم اور امام کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ خدا کی بارگاہ سے علمی صلاحیتوں سے بھر پور متولد ہوتا ہے ۔ ان کے علم کا احصا ممکن نہیں البتہ مثال کے طور پر کچھ آراء اور واقعات پر اکتفا کیا جاتاہے۔ امام محمد باقر (ع) اہلبیت کے پاکیزہ اور نورانی سلسلہ کی ایک فرد ہیں آپ کی ذات عالم اسلام کی وہ عظیم علمی ذات ہے جس نے قرآن کے حقائق پہلی بار اس واضح انداز میں بیان کئے اور علوم کی پرتوں کو کھولا۔ اس لئے آپ کا لقب "باقر العلوم "قرار پایا۔

علامہ طبری لکھتے ہیں کہ یہ مسلمہ حقیقت ہے اور اس کی شہرت عام ہے کہ امام باقر علم و زہد اور شرف میں ساری دنیا پر فوقیت لے گئے ہیں۔ آپ سے علم القرآن ، علم الآثار، علم السنن اور دیگر علوم میں کوئی بھی فوق نہیں کیا۔ آپ پر آنحضرت(ص) نے جابر بن عبداﷲ انصاری کے ذریعہ سلام کہلایا تھا اور اس کی پیشنگوئی فرمائی کہ میرا فرزند"باقر العلوم " ہوگا۔

۱۱۔ امام باقر (ع) اور عزاداری سید الشہداء (ع) :

امام باقر (ع) نے وقت آخر اپنی وصیتوں میں عزاداری سید الشہداء کے سلسلہ میں خصوصی اقدامات کا ذکر کیا۔ امام نے وصیت فرمائی کہ ان کے مال میں سے ۸۰۰ درہم عزاداری کے لئے مخصوص کردیئے جائیں اور ۱۰ سال تک منیٰ میں امام کا ماتم کیا جائے۔ آخر منیٰ کی کیا خصوصیت تھی؟ اتفاقاً امام کی شہادت کی تاریخ ۷ ذی الحجہ ہے یہ وہ دن ہے جب سارے عالم اسلام سے مسلمان ادائیگی حج کے لئے میدان عرفہ و منیٰ میں جمع ہوتے تھے۔ امام باقر (ع) واقعہ کربلا کی عینی شاہد تھے۔ اس طرح امام کا ذکر حاضرین کو حکام وقت کے مظالم اور آل محمد کے فضائل اورکمالات سے آگاہی کا موقع فراہم کرتا تھا۔ مسلسل دس سال تک غم منانا واقعات کربلا کی تشہیر اور عزاداری سید الشہداء کے تحفظ اور فروغ کا بہترین ذریعہ بنا۔ اس واقعہ سے عزاداری کے اہتمام اور اس ضمن میں عائد ہونیوالے اخراجات کے جائزہ مصرف پر واضح روشنی پڑتی ہے۔ (نجم الحسن کراروی ۔۱۰)

۱۲۔فرمودات امام محمدباقر (ع)۔کلام الامام امام الکلام:

۱۔جو ظالم باشاہ کے پاس جاکر اس کو تقویٰ کا حکم دے اور خوف خدا دلائے اس کو جن وانس کے اعمال کے مثل جزا ملیگی (بحار) ۔

۲۔جو خدا کےلئے دوستی اور دشمنی رکھے اور خد اکےلئے عطا کرے وہی کامل الایمان ہے۔ (اصول کافی)

۳۔ حقیقی مومن وہی ہے جو اگر خوش ہو تو اس کی خوشی اس کو کسی گناہ یا باطل پر آمادہ نہ کرے اور اگر ناراض ہو تو اس کی ناراضگی حق بات کہنے سے نہ روکے۔ (اصول کافی)

٤۔جس عالم کے علم سے نفع اٹھایا جائے وہ عالم ستر ہزار عابدوں سے افضل ہے۔ (تحف العقول)
٥۔خدا دنیا دینے دوست و دشمن دونوں کو دیتا ہے مگر دین صرف دوستوں کو دیتا ہے۔ (تحف العقول)
٦۔کوئی شخص گناہ سے اس وقت تک محفوظ نہیں رہتا جب تک اپنی زبان قابو میں نہ رکھے۔(تحف العقول)
٧۔کسی مخلوق کا مخلوق کے سامنے سوال میں گڑ گڑانا خدا کو بہت نا پسند ہے مگر خد ا کے سامنے گڑ گڑا نا محبوب ہے۔(تحف العقول)

١٣۔حاصل کلام:

اس مقالہ میں امام باقر (ع) کی زندگی اور شخصیت کے مختلف گوشوں کا جائزہ لیا گیا یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اس جائزہ کو عقیدہ کی بندشوں سے دور رکھا اور دیکھا گیاکہ امام باقر (ع) ایک عام رہبر اور رہ نما کی طرح کس طرح اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو ئے۔ ہم اس نتیجہ پر پہونچے کہ امام باقر (ع) نے ایک نہایت نازک اور جارح ماحول میں اپنی شخصیت اور تدبر کے ذریعہ اپنے پیرؤں کی راہنمائی کی اور وقت ضرورت سیاسی تدبیر کے تقاضوں کے تحت اجتماعی مفادات پر توجہ دی۔

١٤۔حوالے / کتابیات

١۔ ذیشان حیدر جوادی ۔ نقوش عصمت
٢۔ احمد ترابی
٣۔ محمد حسین طباطبائی
٤۔ یعقوب کلینی ۔ اصول کافی
٥۔ حسین محمد جعفری
The Origin and Early Developnement of Shia Islam Qum 1976
٦۔ دمیری ۔ حیواۃ الحیوان
٧۔ ملک آفتاب حسین ۔ مجلہ ثقلین ٥/٤ ۔ اسلام آباد۔ ١٩٩٠ئ
٨۔ علامہ مجلسی ۔ بحار الانوار
٩۔ قاضی نور االلہ شوستری ۔ مجالس المومنین
١٠۔ نجم الحسین کراروی۔ چودہ ستارے
١١۔ مولانا روشن علی۔ مترجم۔ اقوال چہاردہ معصومین(ع)
١٢۔ سید امتیاز حیدر۔ مترجم ۔ حضرت امام محمد باقر (ع) ۔ دار الثقافۃ الاسلامیہ ۔ پاکستان